آپ حنفی علماء سے دریافت کریں، جو مروجہ حلالہ کے ذریعے لوگوں کی مطلقہ بیویوں کو رات کٹی کے حوالے کر رہے ہیں کہ شیعہ دوستوں کے متعہ اور حنفی بزرگوں کے حلالہ میں کتنا فرق رہ جاتا ہے۔ کیا شیعہ متعہ وقتی معاہدہ کا حاصل نہیں ہوتا اور آپ کا مروجہ حلالہ بھی نجی سطح پر وقتی معاہدہ کی بات نہیں بن جاتی؟

ع　ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی!

(عزیز زبیدی)

۲

کیا فرمائیں گے علمائے دین متین، اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ چترال کے علاوہ گلگت، کراچی اور دیگر علاقوں میں اسمٰعیلی (آغا خانی) فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی کافی تعداد آباد ہے۔ جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں مگر اُن کے عقائد و نظریات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ **کلمہ**:۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ واشہد ان امیر المؤمنین علیاً ولی اللہ۔

۲۔ **امام**: یہ لوگ آغا خان کو اپنا امام مانتے ہیں۔ اور اسی کو جملہ اشیاء اور ہر نیک و بد کا مالک جانتے ہیں۔ اور اس کے اقوال واحکامات کو فرمان کا نام دیتے ہیں۔ اور اُس کے فرمان ماننے کو سب سے بڑا فرض سمجھتے ہیں۔

۳۔ **شریعت**: ظاہری شرع کی پابندی نہیں کرتے بلکہ آغا خان کو قرآنِ ناطق کعبہ، بیت المعمور اور سب کچھ جانتے ہیں ان کی کتابوں میں ہے کہ اس ظاہری قرآن میں جہاں کہیں "اللہ" کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد امام زمان (آغا خان) ہے۔

۴۔ نمازِ پنجگانہ کے منکر ہیں۔ ان کی بجائے تین وقت کی دعاؤں کے قائل ہیں۔

۵۔ **مسجد**: مسجد کے بجائے جماعت خانہ کے نام سے اپنے لیے مخصوص عبادت خانہ بناتے ہیں۔

۶۔ **زکوٰۃ**: شرعی زکوٰۃ کو نہیں مانتے اس کے بجائے اپنے ہر قسم کے مال کا دسواں حصہ مال واجبات اور "دشوندہ" کے نام سے آغا خان کے نام پر دیتے ہیں۔

۷۔ **روزہ**: رمضان المبارک کے روزہ کے منکر ہیں۔

۸- حج : حج بیت اللہ کے منکر ہیں۔ اس کے بجائے آغاخان کی دیدار کو حج کہتے ہیں۔
۹- سلام : "السلام علیکم" کے بجائے اُن کا مخصوص سلام "یا علی مدد" ہے۔
۱۰- جواب سلام : "وعلیکم السلام" کے بجائے "یا علی مدد" کے جواب میں وہ "مولا علی مدد" کہتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ :

(۱) ان عقائد و نظریات کے باوجود کیا یہ فرقہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہے یا کافر ہے ؟
(۲) ان پر نمازِ جنازہ جائز ہے ؟
(۳) مسلمانوں کے مقبرہ میں اُن کو دفنانا جائز ہے ؟
(۴) ان کے ساتھ مناکحہ جائز ہے ؟
(۵) اُن کا ذبیحہ حلال ہے ؟
(۶) کیا اُن کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کیا جاسکتا ہے ؟

لِلّٰہ جواب صادر فرما کر مسلمانوں کی الجھنوں کو دُور فرمائیں۔ واجرکم علی اللہ !

المستفتی :

قاضی خلیل الرحمٰن چترالی۔ دارالعلوم سرحد پشاور

الجواب بعون الوهاب

استفتاء میں مذکورہ فرقہ اگر واقعتاً ایسے نظریات کا حامل ہے تو پھر ایسا شخص جس کے عقائد و نظریات اور افکار اسلام کے بنیادی اصولوں کے مخالف ہوں، وہ اسلام کے مقرر کردہ احکامات سے نہ صرف روگردانی کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ اُن کے مقابلہ میں اپنی طرف سے خود ساختہ احکامات کی تعمیل کو ضروری خیال کرتا ہے، ایسا شخص بلاشبہ دائرۂ اسلام سے خارج اور ملت بیضاء الحنیفیۃ کا باغی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بصورت سائل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور پوچھا :

"ما الاسلام ؟" اسلام کیا ہے ؟

آپؐ نے فرمایا :

"الاسلام ان تشهد ان لا الٰه الا اللّٰه وانّ محمداً رسول اللّٰه وتقیم الصّلوٰة و
تؤتی الزکوٰة وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیه سبیلاً"
(متفق علیه)

ایک دُوسری جگہ ارشادِ نبویؐ ہے:

"بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا الٰه الا اللّٰه وانّ محمداً عبده ورسوله
واقام الصلاة وایتاء الزکوٰة والحج وصوم رمضان" (متفق علیه)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امورِ خمسہ اسلام کی بنیاد ہیں۔ چنانچہ جو شخص ان احکامات کو تسلیم نہیں کرتا اُس کا کفر و ارتداد ہمہ قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے۔ ایسے ہی ان کی شرعی حیثیت میں تبدّل و تغیّر کرنے والا بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ قرآنِ مجید میں ایسے کفار و مرتدین سے متعلق واضح ہدایت موجود ہے کہ:

"فان تابوا واقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة فاخوانکم فی الدّین ونفصل الاٰیات
لقوم یعلمون ○ وان نکثوا ایمانهم من بعد عهدهم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا
ائمة الکفر انهم لا ایمان لهم لعلهم ینتهون ○ (التوبة ١١/١٢)

یعنی "جو لوگ اپنے عہد و پیمان کے پابند نہیں رہتے اور تمہارے دین میں انگشت زنی اور طعن و تشنیع سے کام لیتے ہیں۔ ایسے لوگ پکے کافر ہیں۔ اگر وہ اپنے افکار سے توبہ کر کے نماز و زکوٰة کی ادائیگی کو تسلیم کر لیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں ورنہ انھیں بطورِ کفار قتل کر دیا جائے"

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے احکامات میں تحریف و تلبیس کرنے والا اور اُن کا انکاری قطعاً دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

خیال رہے فرقہ مبتدعہ آغاخانیہ بھی اسی ضمن میں آتا ہے اور اُن کا کلمہ میں اضافہ کرنا اہلِ تشیع کی معرفت یہودیت سے ماخوذ ہے۔ شیعہ کی معروف کتاب "رجال کشی" میں مرقوم ہے کہ:

"ان عبد اللّٰه بن سبا کان یدعی النبوة ویزعم ان امیر المؤمنین هو اللّٰه (اعاذنا اللّٰه تعالیٰ عن ذلک) فبلغ ذلک امیر المؤمنین فدعاه وسأله فاقر بذلک وقال نعم انت هو وقد کان القی فی روعی انک انت اللّٰه وانی نبی فقال له امیر المؤمنین ویلک قد سخر منک الشیطان فارجع عن هذا ثکلتک امک وتب فابی فحبسه

ثلثۃ ایام فلم یتب فاحرقہ بالنار وقال ان الشیطٰن استھواہ فکان یاتیہ ویلقی فی روعہ ذٰلک" (رجال کشی ص۱۰۶)

یعنی کلمہ طیبہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الوہیت کا اقرار و اجرار ابن سبا یہودی کا عمل ہے اور ایسا کرنا کفر اور شیطانی عمل ہے۔ جس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلادینے کی سزا مقرر فرمائی —

اسی طرح قرآن مجید میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام آیا ہے وہاں آغا خاں کو مراد لینا بھی عین کفر ہے۔ نیز ظاہری شریعت قرآن و حدیث کے احکام کی بجائے آغا خاں یا کسی اَور کے اقوال کو حجت قرار دینا بھی کفر و ارتداد ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں بصراحت موجود ہے کہ:

"ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکٰفرون"

"ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الظٰلمون"

"ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الفاسقون"

گویا ایسے لوگوں کے کفر و ارتداد اور فسق میں کوئی شبہ نہیں"

اسی طرح حج کی جگہ آغا خاں کا دیدار، مسجد کو جماعت خانہ کہنا اور سلام کی کیفیت کو نہ صرف بدلنا بلکہ اس کی جگہ شرکیہ اور ملحدانہ الفاظ استعمال کرنا، جہاں شعائرِ اسلام کی تنسیخ و تحریف کے مترادف ہے، وہاں کفر و فسوق کو بھی لازم ہے۔

لہٰذا ایسے شخص کی نماز جنازہ بھی جائز نہیں اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی آیت —

"ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون" — کے تحت فرماتے ہیں:

"ھذا نص فی الامتناع من الصلوٰۃ علی الکفار" (احکام القرآن ص۲۲۱ ج۸)

یعنی ایسے لوگ جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی میں زندگی گزاری اور اسی کفر و فسق کی حالت میں فوت ہوئے، اُن کی نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کے متعلق یہ آیت واضح دلیل ہے اور ایسے لوگوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ بات تکریم مومن کے خلاف ہے یا کم از کم تحقیر و تذلیلِ کفاراں کا تقاضا پورا نہیں کرتی۔ نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بعض جرائم کے مرتکبین کے متعلق یہ فرمان کہ "اگر میں وہاں موجود ہوتا تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیتا" بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرنا چاہیے — اسی طرح اُن سے مناکحت بھی درست نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

"ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمنّ ولامة مؤمنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم"

(البقرہ ۲۲۱)

ایسے لوگوں کا ذبیحہ بھی جائز نہیں کیونکہ اپنے افکار کے پیشِ نظر نہ معلوم وہ کس قسم کے الفاظ سے ذبح کرتے ہوں گے۔

مذکورہ بالا تصریحات سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ ایسے نظریات وعقائد رکھنے والے لوگ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں تو واضح ہے کہ اُن کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ کرنا شرعی ہدایات کے منافی ہے قرآن مجید میں واضح طور پر موجود ہے کہ:

"افنجعل المسلمین کالمجرمین ٭ مالکم کیف تحکمون ٭ (القلم: ۳۵)

مزید فرمایا:

"ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصالحات کالمفسدین فی الارض ام نجعل المتقین کالفجار" (صٓ ۲۸)

یعنی ایسے کفار و مرتدین اور شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام کے باغیوں سے مسلمانوں جیسا سلوک نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی انھیں مسلمانوں کی سی مراعات کا مستحق ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ تکریم وعزت افزائی میں مسلمانوں کا درجہ نہیں دیا جانا چاہیے بلکہ جو شخص ان کی عزت کرتا ہے یا مسلمانوں کے برابر حقوق دیتا ہے وہ اس وعید کا مستحق ہے کہ:

"من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام"

یعنی جس شخص نے کسی بدعتی اور تعلیماتِ اسلام سے منحرف شخص کی حوصلہ افزائی اور عزت کی، اس نے گویا اسلام کو مٹانے میں تعاون کیا۔ اور ایسے تعاون سے مسلمانوں کو منع کرتے ہوئے ارشادِ ربانی ہے کہ: "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان"

هذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

صاحبزادہ برق التوحیدی

دار الافتاء

جامعہ تعلیم الاسلام۔ ماموں کانجن۔ فیصل آباد